ڈاکٹر برہان احمد فاروقی

محنت کی عظمت 37

انسانی عظمت کا صحیح اعتراف نہیں ہو سکتا ہے جب اسے محض ایک ذریعہ کی حیثیت نہ دی جائے بلکہ اسے مقصود بالذات سمجھا جائے۔ ایک انسان جو کسب معاش کے لئے جد وجہد کرتا ہے صرف اس وجہ سے احترام سے محروم نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کسب معاش کے لئے محنت کرتا ہے۔ کوئی انسان اپنی محنت کی بنا پر قابل تحقیر اور واجب تعزیر نہیں۔ بلکہ وہ اپنی دیانت کی بنا پہ احترام کا مستحق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ 'ایک مزدور کو اس کی محنت کا معاوضہ اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرنا چاہئے'۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کسی دوسرے سے کام لیا ہو لیکن اُجرت ادا نہ کی گئی ہو تو میں حق ادا نہ کرنے والے شخص کے خلاف اللہ تعالےٰ کے دربار میں استغاثہ کروں گا اور دادرسی چاہوں گا۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی یہ فہمائش موجودہ دور میں خاص طور پہ لائق توجہ ہے جس کش مکش سے انسان آج گذر رہے ہیں وہ انسانوں کی خود پیدا کی ہوئی ہے۔ اور اس کا کوئی مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی جواز پیدا نہیں کیا جا سکتا۔ معاشی تخلیق کا عمل محنت کا طلبگار ہے۔ یہ تعاون کا طالب ہے۔ معاشی تخلیق عمرانی عمل کی حیثیت رکھتی ہے صنعتی نظام معیشت میں ایک فرد کی محنت بھی ایک جنس ہے جس کی اہمیت کا انحصار اس بات پہ ہے کہ ایک فرد کی محنت دوسروں کے لئے کتنی نفع بخش ہے۔ اس بنا پہ محنت اور نتیجۃً اُجرت کے مدارج قائم ہوتے ہیں اور ہر انسان اپنی اجرت کی بنا پہ کم اور زیادہ تعظیم کا مستحق قرار پاتا ہے لیکن محنت کی عظمت کا صحیح اعتراف و احترام صرف ایسے معاشرے میں ممکن ہے جو اخلاقی جد وجہد کرنے والے روحانی الذہن افراد پہ مشتمل ہو۔

آج کے معاشرے میں عمرانی کش مکش نے جو نیا انداز پیدا کیا ہے اس کی بنیاد جغرافیائی وفاداری یا معاشی مفاد کے ایک ہونے کی وفاداری ہے۔ معاشی مفاد اور حقوق طلبی پہ اصرار جو اس دور کی خصوصیت ہے

طبقاتی کش مکش پیدا کرنے کا موجب بنا ہے۔ یہ ساری کش مکش اس لئے پیدا ہوئی ہے کہ کوئی شخص دوسرے شخص کو اپنے مفاد کے حصول کے لئے الگ ذریعہ سے زیادہ حیثیت دینے کو تیار نہیں۔

اگر معاشرہ تہذیب شائستگی کی کمی کی بنا پر مطالبہ حقوق پر اصرار سے آگے نہ بڑھا ہو تو ایک طرف سرمایہ کار اپنے حقوق طلب کرنے پر اصرار کرے گا اور دوسری طرف محنت کش طبقہ اپنے حقوق کے مطالبے پر اصرار کرے گا۔ اور جب بھی وہ ایک دوسرے سے اپنے حقوق طلب کریں گے دوگونہ تحریک عداوت پیدا ہوگی، جو حقوق طلب کر رہا ہوگا اس کے ذہن میں بھی عداوت کی نفسیات نشو ونما پائے گی اور جس سے حقوق طلب کئے جا رہے ہوں گے اس کی نفسیات میں بھی عداوت و عناد کا انداز پیدا ہوگا۔ اور جب مطالبہ حقوق پر فرائض کے حوالے کے بغیر زور دیا جائے گا تو چاہے یہ مطالبہ انفرادی آزادی یا انفرادی حقوق کے حصول کے لئے کیا جا رہا ہو اور چاہے یہ مطالبہ اجتماعی مفادات و اجتماعی حقوق کے حصول کے لئے ہو اور چاہے یہ حقوق حکومت سے طلب کئے جا رہے ہوں اور چاہے حکومت عوام سے اپنے حقوق طلب کر رہی ہو، دونوں صورتوں میں تضاد ابھر کر رہے گا اور تصادم پیدا ہو کر رہے گا۔ جسے یا تو فریب کاری سے نظر انداز کر دیا جائے گا یا طاقت سے دبا دیا جائے گا۔ اور نتیجے میں عداوت کی نفسیات نشو ونما پائے گی۔ تصادم اس وقت تک رفع نہ ہو سکے گا جب تک تحریک عمل مطالبہ حقوق پر اصرار کے بجائے فرائض کی بجا آوری کے اصرار سے پیدا نہ ہو۔

ہڑتال کے حق کو تسلیم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی حق عقلی اخلاقی اور قانونی بنیادوں پر اس وقت تک قابل قبول اور لائق ادائیگی نہیں ہے جب تک کہ اس کے مطالبے کے پیچھے فساد انگیزی اور تخریب کاری موجود نہ ہو۔ اور تالہ بندی کا حق اس لئے دیا گیا ہے کہ حق ملکیت مسلم ہے۔ فائدہ نہ خود اٹھانے اور نہ دوسروں کو اٹھانے دینے کے اختیار کو حق ملکیت میں سے اخذ کیا جا رہا ہے اور مالکوں اور مزدوروں کی بذریعہ ہڑتال اور تالہ بندی حق طلبی تخلیقی عمل میں تعطل پیدا کرتی ہے اور ملکی معیشت کی تباہی ایک لازمی امر بن جاتی ہے۔

38

ان احوال میں یہ فضا کیسے پیدا ہو سکتی ہے کہ محنت کی عظمت کو تسلیم کر کے اس کو تعظیم کی نظر سے دیکھا جائے؟ عظمت کا اعتراف تو صرف فرض شناسی سے ممکن ہے۔ انسانی اعمال اپنے اندر ایک تعدیہ رکھتے ہیں۔ باہمی عمل سے اثر اور جوابی اثر کو جدا نہیں کیا جا سکتا۔ فرض شناسی

کے تحت تخلیقی جدوجہد کی جائے تو عظمت پیدا ہو گی جو دوسروں کی تعظیم پر ابھارے گی اور صرف اسی محنت کی عظمت کا اعتراف فرخندہ بنے گا جو تخلیقی جدوجہد میں فرض شناسی کے احساس سے سرانجام دی جائے گی اور وہی محنت مستحق تعظیم اور لائق تکریم ٹھہرے گی۔

فرائض کی ادائیگی کے بغیر حقوق کی ترقی ہماری معاشی تخلیق میں تعطل پیدا کرتی ہے موجودہ دور میں غور و فکر سے مسائل کو خود سمجھ کر حل کرنے سے جو بے نیازی ہماری زندگی میں پیدا ہو چکی ہے اس نے ہمیں اپنے مقاصد کے حصول کے لئے بصیرت کے ساتھ زندہ رہنے کی جدوجہد سے محروم کر کے غیروں کی خواہشات کے مطابق جینے اور زندگی بسر کرنے کی سطح پر لا کر کھڑا کر دیا ہے

معیشتی تخلیق کا نظام چاہے زراعت ہو یا صنعت بہرحال تعاون چاہتا ہے۔ اور جب تک سرمایہ کار (خواہ افراد ہوں خواہ حکومت) اور تخلیقی محنت کرنے والوں کے معاملات یا زمیندار اور مزارع کے معاملات کسی اخلاقی اور قانونی ضابطے سے متعین ہو کر معاشی تخلیق کے عمل کو سرانجام نہ دیں گے معاشی تعطل ختم نہ ہو سکے گا۔ اور محنت کی عظمت کا محض نعرہ ہی لگتا رہے گا لیکن اس کا اعتراف نہ

بقیہ : نقد و نظر 39

اتنی رفعت عطا کر دی جاتی ہے کہ اس کی جملہ کمزوریاں، نقائص اور عیب بالکل چھپ جاتے ہیں۔

ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم و مغفور فرمایا کرتے تھے کہ شورش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں بے حد حساس واقع ہوا ہے اور شورش کے عشقِ رسول نے ہی اُسے خلقِ خدا کی نگاہ میں برگزیدہ بنا دیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب انکی عُمرہ کے بعد واپسی پر ایک دعوت میں ایک ملاقات کے دوران میں نے اُن سے پوچھا کہ روضہ نبویؐ پر حاضری کے وقت اُن پر کیا کیفیت طاری ہوئی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ مسجدِ نبویؐ میں جب بھی حاضری دی، ہمیشہ نمازیوں کی آخری صف میں کھڑا ہوا۔ اپنے گناہوں پر اس قدر شرمندہ تھا کہ سامنے حاضر ہونے کا یارا ہی نہ تھا ——— یہ تھا آنحضرتؐ سے شورش کے تعلقِ خاطر کا عالم! تحریکِ ختمِ نبوت میں اُن کا کردار اوراقِ تاریخ پر ہمیشہ ثبت رہے گا۔ اللہ تعالٰی مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین!